صحیح بخاری پر عدم اعتماد کی تحریک

س.....مسئلہ یہ ہے کہ صحیح بخاری کی روایات واسناد پر عدم اعتماد کی تحریک چل رہی ہے، اس تحریک کے پسِ پردہ جو لوگ ہیں اس کی تفصیل وفہرست خاصی طویل ہے، بہرحال نمونے کے طور پر صرف ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ ادارہ فکرِ اسلامی کے جنرل سیکریٹری جناب طاہر المکی صاحب، جناب عمر احمد عثمانی صاحب کی کتاب ''رجم اصل حد ہے یا تعزیر'' کے تعارفی نوٹس میں لکھتے ہیں:

''اہلِ حدیث حضرات کے علاوہ دُوسرے اسلامی فکر خصوصاً احناف کا امام بخاری کی تحقیقات کے متعلق جو نقطۂ نظر رہا ہے وہ مولانا عبدالرشید نعمانی مدرّس جامعہ بنوری ٹاؤن، علامہ زاہد الکوثری مصری اور انور شاہ کشمیری کی کتابوں سے ظاہر ہے۔

مولانا عبدالرشید نعمانی کی تحقیقات سے صرف ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

''کیا دو تہائی بخاری غلط ہے''

ترجمہ:.....علامہ مقبلی اپنی کتاب الأرواح النوافخ میں لکھتے ہیں:

ایک نہایت دین دار اور باصلاحیت شخص نے مجھ سے عراقی کی ''الفیہ'' (جو اُصولِ حدیث میں ہے) پڑھی اور ہمارے درمیان صحیحین کے مقام ومرتبہ خصوصاً بخاری کی روایات کے متعلق بھی گفتگو ہوئی .....تو ان صاحب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپؐ سے دریافت کیا کہ اس کتاب یعنی خصوصاً بخاری کی کتاب کے متعلق حقیقتِ اَمر کیا ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو تہائی غلط ہے۔

خواب دیکھنے والا کا گمان غالب ہے کہ یہ ارشادِ نبوی بخاری کے راویوں کے متعلق ہے، یعنی ان میں دو تہائی راوی غیر عادل ہیں کیونکہ بیداری میں ہمارا موضوعِ بحث بخاری کے راوی ہی تھے، واللہ اعلم۔''

(دیکھئے: مقبلی کی کتاب الارواح النوافح ص:۶۸۹، ۶۹۰)

اس اچھوتی اور نادر روزگار دلیل پر طاہر الملکی صاحب لکھتے ہیں:

''یہ ہے بخاری کے فنی طور پر سب سے زیادہ صحیح ہونے کی حقیقت، اس کو ایڈٹ کرنے میں مولانا عبدالرشید نعمانی کے ساتھ جامعہ بنوری ٹاؤن کے مفتی ولی حسن بھی شریک رہے ہیں جیسا کہ اپنی حواشی کے آخر میں نعمانی صاحب نے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بتایا ہے، عبدالرشید صاحب فرماتے ہیں:

جب بخاری کے دو تہائی راوی غیر عادل ہیں تو ان کی روایات کی کیا حیثیت جو یقیناً بخاری کی دو تہائی روایات سے زیادہ بنتی ہیں، کیونکہ بہت سے راوی ایسے ہوتے ہیں کہ وہ کئی کئی روایتیں بیان کرتے ہیں۔'' (بحوالہ رجم اصل حد ہے یا تعزیر ص:۳۹)

محترمی! اب آپ مجھے بتائیں کہ کیا مذکورہ حوالے سے جو کچھ بیان کیا گیا ہے، آیا وہ صحیح ہے یا غلط؟ اگر آپ کے نزدیک صحیح ہے تو کیا میں صحیح بخاری کے نسخے ضائع کر دُوں؟ اور کیا مدارس کی انتظامیہ کو بذریعہ اخبار ترغیب دُوں کہ وہ اپنے مدارس کے نصاب سے صحیح بخاری کو خارج کر دیں؟ مجھے اُمید ہے کہ میری اس اُلجھن کو دُور فرما کر عنداللہ مأجور ہوں گے۔

ج..... درج بالا خط ملنے پر اس ناکارہ نے حضرت نعمانی مدظلہ العالی کی خدمت میں عریضہ لکھا، جو درج ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''حضرت مخدوم و معظم! مدت فیوضہم و برکاتہم، السلام علیکم

ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ایک صاحب نے طاہر المکی کے حوالے سے آنجناب کی ایک عبارت نقل کر کے تیز و تند سوال کیا ہے۔ یہ اس شخص کا چوتھا خط ہے، میں نے مناسب سمجھا کہ ''توجیہ القول بما لا یرضٰی بہ قائلہ'' کے بجائے آنجناب ہی سے اس سلسلے میں مشورہ کر لیا جائے۔ مختصر سا اشارہ فرما دیا جائے کہ طاہر مکی کی نقل کہاں تک صحیح ہے؟ اور ان صاحب کے اخذ کردہ نتیجے سے کہاں تک اتفاق کیا جا سکتا ہے؟ چونکہ مجھے ہفتہ کے دن سفر پر جانا ہے اس لئے میں اس خط کا جواب کل ہی نمٹا کر جانا چاہتا ہوں۔ دعواتِ صالحہ کی اِلتجا ہے۔

والسلام

خویدکم محمد یوسف عفا اللہ عنہ۔''

حضرتِ موصوف مدظلہ العالی نے درج ذیل جواب تحریر فرمایا:

''محترمی! وفقنی اللہ وایاکم لما یحب ویرضٰی!

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اس وقت درس گاہ میں ''الأرواح النوافخ'' موجود نہیں، ''دراسات اللبیب'' معین سندھیؒ کی تعلیقات میں عرصہ ہوا جب تلقی صحیحین کی بحث میں آپس کے اختلاف میں لکھا تھا کہ تلقی کا مسئلہ اختلافی ہے، اختلافی احادیث میں اجماع کا دعویٰ صحیح نہیں، اس پر بحث کرتے ہوئے کہیں اس خواب کا بھی ذکر آ گیا تھا۔ ''الارواح'' کے مصنف علامہ مقبلی پہلے زیدی تھے پھر مطالعہ کر کے سنی ہو گئے تھے اور عام یمنیوں کی طرح جیسے امیر یمانی، وزیر یمانی، قاضی شوکانی وغیرہ ہیں غیر مقلد ہو گئے تھے، انہوں نے تلقی رواۃ کے سلسلے میں اس خواب کا ذکر کیا تھا، خواب کی جو حیثیت ہے ظاہر ہے،

رواۃ کی تعدیل و تجریح میں اختلاف شروع سے چلا آتا ہے، جیسے مذاہبِ اربعہ میں اختلاف ہے، اس سے نہ کسی چیز کا بطلان لازم آتا ہے، نہ کسی مختلف چیز پر اجماع۔ یہ ہے اصل حقیقت تلقی امت کی بحث کی کہ نہ متون کی ساری امت کو تلقی ہے نہ رواۃ پر، جیسے تمام اختلافی مسائل کا حال ہے۔

قرآنِ کریم کا ثبوت قطعی ہے، لیکن اس کی تعبیر و تفسیر میں اختلاف ہے، پھر کیا اس اختلاف کی بنا پر قرآنِ کریم کو ترک کر دیا جائے گا؟ یہی حال متونِ صحیحین و رُواۃِ صحیحین کا ہے کہ نہ ان کا متن اُمت کے لئے واجب العمل ہے اور نہ ہر راوی بالاجماع قابلِ قبول ہے۔ اب منکرینِ حدیث اس سلسلے میں جو چاہیں رَوِش اختیار کریں۔ قرآنِ کریم کی تعبیر و تفسیر میں اختلاف تھا، اور رہے گا۔ روایات کے قبول، عدمِ قبول میں مجتہدین کا اختلاف تھا، اور رہے گا، **فمن شاء فلیؤمن و من شاء فلیکفر۔**

والسلام

محمد عبدالرشید نعمانی

۱۴۱۵/۲/۲۵ھ۔"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرّم و محترم! زید لطفہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے گرامی نامے کے جواب پر چند اُمور مختصراً لکھتا ہوں، فرصت نہیں، ورنہ اس پر پورا مقالہ لکھتا۔

۱:.....آپ کی اس تحریک کی بنیاد طاہر المکی صاحب کی اس تحریر پر ہے جس کا حوالہ آپ نے خط میں نقل کیا ہے، اور آپ نے اس تحریر پر اس قدر اعتماد کیا کہ اس کی بنیاد پر مجھ سے دریافت فرماتے ہیں کہ:

www.shaheedeislam.com

''مذکورہ حوالے سے جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ صحیح ہے یا غلط؟ اگر آپ کے (یعنی راقم الحروف کے) نزدیک بھی صحیح ہے تو کیا میں صحیح بخاری کے نسخے ضائع کردُوں؟ اور کیا مدارس کی انتظامیہ کو بذریعہ اخبار ترغیب دُوں کہ وہ اپنے مدارس کے نصاب سے صحیح بخاری کو خارج کردیں؟''

طاہر المکی صاحب کی تحریر پر اتنا بڑا فیصلہ کرنے سے پہلے آپ کو یہ سوچنا چاہئے کہ ان صاحب کا تعلق کہیں منکرینِ حدیث کے طائفے سے تو نہیں؟ اور یہ کہ کیا یہ صاحب اس نتیجے کے اخذ کرنے میں تلبیس وتدلیس سے تو کام نہیں لے رہے؟

طاہر المکی کا تعلق جس طبقے سے ہے، تلبیس وتدلیس اس طبقے کا شعار ہے، اور سنا گیا ہے کہ طاہر المکی کے نام میں بھی تلبیس ہے، اس کے والد میانجی عبدالرحیم مرحوم ''مکی مسجد کراچی'' میں مکتب کے بچوں کو پڑھاتے تھے، وہیں ان کی رہائش گاہ تھی، اسی دوران یہ صاحب پیدا ہوئے اور ''مکی مسجد'' کی طرف نسبت سے علامہ طاہر المکی بن گئے، سننے والے سمجھتے ہوں گے کہ حضرت ''مکہ'' سے تشریف لائے ہیں۔

۲:.....مولانا عبدالرشید نعمانی مدظلہ العالی کے حوالے سے اس نے قطعاً غلط اور گمراہ کن نتیجہ اخذ کیا ہے، جیسا کہ مولانا مدظلہ العالی کے خط سے ظاہر ہے، اوّل تو مقبلی زیدی اور پھر غیر مقلد تھا، پھر اس کا حوالہ خواب کا ہے، اور سب جانتے ہیں کہ خواب دینی مسائل میں حجت نہیں۔ پھر مولانا نے یہ حوالہ یہ ظاہر کرنے کے لئے نقل کیا ہے کہ رُواۃِ بخاری کے بارے میں بعض لوگوں کی یہ رائے ہے۔ مولانا عبدالرشید نعمانی مدظلہ العالی ایک دینی مدرسہ کے شیخ الحدیث ہیں، اگر ان کی وہ رائے ہوتی جو آپ نے طاہر المکی کی تلبیسانہ عبارت سے سمجھی ہے تو وہ آپ کی تحریک ''عدم اعتماد'' کے علم بردار ہوتے، نہ کہ صحیح بخاری پڑھانے والے شیخ الحدیث۔

۳:.....طاہر المکی نے امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کو بلاوجہ گھسیٹا ہے، حضرتؒ نے بیس برس سے زیادہ صحیح بخاری کا درس دیا، اور تدریسِ بخاری شروع کرنے

سے پہلے ۱۳ مرتبہ صحیح بخاری شریف کا بغور و تدبر مطالعہ فرمایا اور اس کی تمام شروح کا بغور و تدبر مطالعہ فرمایا، صحیح بخاری کی دو بڑی شرحیں ''فتح الباری'' اور ''عمدۃ القاری'' تو حضرتؒ کو ایسے حفظ تھیں جیسے گویا سامنے کھلی رکھی ہوں۔ (مقدمہ فیض الباری ص:۳۱)

حضرت شاہ صاحبؒ نہ صرف یہ کہ صحیح بخاری کو ''أصح الکتب بعد کتاب اللہ'' سمجھتے ہیں بلکہ صحیحین کی احادیث کی قطعیت کے قائل ہیں، چنانچہ ''فیض الباری'' میں فرماتے ہیں:

''صحیح کی احادیث قطعیت کا فائدہ دیتی ہیں یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے، جمہور کا قول ہے کہ قطعیت کا فائدہ نہیں دیتیں، لیکن حافظ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کہ قطعیت کا فائدہ دیتی ہیں۔ شمس الائمہ سرخسیؒ حنفیہ میں سے، حنابلہ میں سے حافظ ابنِ تیمیہؒ اور شیخ ابنِ صلاحؒ بھی اسی طرف مائل ہیں۔ ان حضرات کی تعداد اگرچہ کم ہے مگر ان کی رائے ہی صحیح رائے ہے، شاعر کا یہ قول ضرب المثل ہے:

میری بیوی مجھے عار دِلاتی ہے ہماری تعداد کم ہے، میں نے اس سے کہا کہ کریم لوگ کم ہی ہوا کرتے ہیں۔''

(فیض الباری ص:۴۵)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں لکھتے ہیں:

''محدثین کا اتفاق ہے کہ صحیحین میں جتنی حدیثیں متصل مرفوع ہیں، صحیح ہیں، اور یہ دونوں اپنے مصنّفین تک متواتر ہیں، اور جو شخص ان دونوں کی توہین کرتا ہے وہ متبدع ہے اور مسلمانوں کے راستے سے منحرف ہے۔''

۴:..... کسی حدیث کا صحیح ہونا اور چیز ہے، اور اس کا واجب العمل ہونا دُوسری چیز ہے، اس لئے کسی حدیث کے صحیح ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ واجب العمل بھی ہو، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ منسوخ ہو، یا مقید ہو، یا مؤوّل ہو، اس کے لئے ایک عامی کا علم کافی

نہیں، بلکہ اس کے لئے ہم ائمۂ اجتہاد رحمہم اللہ کی اتباع کے محتاج ہیں۔ قرآنِ کریم کا قطعی ہونا تو ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے، لیکن قرآنِ کریم کی بعض آیات بھی منسوخ ومؤوّل یا مقید بالشرائط ہیں، صرف انہی اجمالی اشارات پر اکتفا کرتا ہوں، تفصیل وتشریح کی گنجائش نہیں، واللہ اعلم!

حقانی صاحب کی حج تجاویز

س..... بتاریخ ۱۶؍جون ۱۹۹۳ء کالم نویس جناب ارشاد احمد حقانی صاحب نے حالیہ نگران حکومت کے زیرِ انتظام حجِ بیت اللہ سے واپسی پر ''حج کے انتظامات، بعض توجہ طلب پہلو'' کے عنوان سے جن خیالات کا اظہار اخبار ''جنگ'' کراچی میں کیا ہے، اس کو پڑھ کر سخت تکلیف ہوئی اور طرح طرح کے خیالات کے اظہار سے ایسا محسوس ہوا کہ وہ منیٰ کی ساری غلاظت کو اپنے ساتھ کراچی لے آئے ہیں۔ جس شہر میں ہر راستے پر، ہر زمانے میں اور خصوصاً سخت گرمی کے زمانے میں جو گٹر بہہ رہا ہے اور حتیٰ کہ ہمارے مکان کے دروازے پر پڑوس کے گٹر کا سیاہ سیلاب سارے راستے پر پھیلا ہوا ہے اس کی طرف کسی کی نظر نہیں، جہاں مستقلاً لوگ رہائش پذیر ہیں اور سارے شہر میں گٹر کے ناپاک پانی نے طہارت اور صفائی کو مستقل عذاب اور خطرہ میں ڈال دیا ہے، اس کی اصلاح کے لئے زورِ قلم اور حکومت اور عمال کی توجہ مبذول نہ کرا کر مفت کی مہمانی کا حق اس ذہنیت سے ادا کر رہے ہیں جو پاکستان کی بدنامی کا باعث ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ فقہی مسائل میں بھی اپنی قابلیت کا جس طرح اظہار کیا ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت کی معلومات کی داد دینے والا سارے عالمِ اسلام میں کوئی نہیں۔

میں، آپ جیسے مُسلّم بزرگ اور مفتیٔ وقت سے اس سلسلے میں رُجوع کرنا ایک اسلامی فریضہ سمجھ کر یہ خط لکھ رہا ہوں کہ برائے کرم جناب ارشاد احمد حقانی صاحب کے اظہارِ خیال کی روشنی میں جو انہوں نے ''طوافِ زیارت'' کے سلسلے میں تحریر فرمایا ہے، اس کی اسلامی اور فقہی حیثیت کیا ہے؟ جیسا کہ ارشاد احمد حقانی نے اپنے کالم میں لکھا ہے کہ: